’۷۲ حُوریں؟‘

محمد رضی الاسلام ندوی

باولے کتّے کے کاٹنے سے ہونے والی بیماری کو Rabies کہتے ہیں۔ اس کی ایک نمایاں علامت یہ ہے کہ اس میں مبتلا شخص پانی کو دیکھ کر وحشت زدہ ہوجاتا ہے اور چیخ وپکار کرنے لگتا ہے۔ اس علامت کو فزع الماء (Hydrophobia) کہا جاتا ہے۔ ٹھیک یہی معاملہ گذشتہ کچھ عرصے سے اسلام کے حوالے سے ہے۔ عالمی سطح پر اس کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے شیطان اور اس کے کارندے بہت پریشان ہیں اور ان پر بُری طرح خوف اور دہشت طاری ہے۔ وہ اسلاموفوبیا میں مبتلا ہیں۔ ہندستان میں بھی اسلاموفوبیا کی بیماری میں مبتلا افراد کی تعداد کچھ کم نہیں ہے۔ وہ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے ہر جتن کر رہے ہیں۔ سوشل میڈیا پر جھوٹے اور حددرجہ اشتعال انگیز پراپیگنڈے کا کچھ شمار نہیں ہے، مگر اس کے ساتھ اسلافوبیا کی بیماری کو پھیلانے کا سب سے بڑا مؤثر ذریعہ فلمیں اور ڈراما سیریلز ہیں، جن کے ذریعے وہ ناظرین کے ذہنوں کو بڑے پیمانے پر مسموم کر رہے ہیں۔ ’کشمیر فائلس‘، ’کیرلا اسٹوری‘ اور ’اجمیر ۹۲‘ کے بعد ان دنوں نئی فلم ’۷۲ حُوریں‘ کا چرچا ہے۔

’۷۲ حُوریں‘ نامی فلم میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ماضی قریب میں دنیا میں جتنے بڑے بڑے دہشت گردی کے واقعات ہوئے ہیں، جیسے امریکا میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی تباہی اور ممبئی کے تاج ہوٹل کا واقعہ وغیرہ، یہ سب مسلمانوں کی کارستانی ہے۔ ان واقعات کی تصویروں کے ساتھ اسامہ بن لادن، اجمل قصاب، یعقوب میمن، مسعود اظہر اور حافظ سعید کی تصاویر دکھا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ان دہشت گردانہ حملوں کو، انجام دینے کے ذمہ دار تمام افراد مسلمان ہیں۔ انھیں مذہبی جنون میں مبتلا کر کے اور ان کو ذہنی غسل (برین واشنگ) دے کر خودکش بمباروں کی شکل میں تبدیل

کردیا جاتا ہے۔ انھیں یہ سمجھایا اور پڑھایا جاتا ہے کہ یہ عمل جہاد ہے اور اس راہ میں اپنی جان کی قربانی پیش کرنے والا شہید ہے، جو جنّت کا مستحق بنتا ہے، جہاں اس کے جنسی تلذّذ کے لیے ۷۲ حُوریں یعنی حسین ترین عورتیں ملیں گی۔

اس وقت اس بحث کا موقع نہیں ہے کہ یہ دہشت گردانہ واقعات واقعی مسلمانوں نے انجام دیے ہیں، یا بلاتحقیق وثبوت غلط طور سے ان کی طرف منسوب کر دیے گئے ہیں۔ یہ بتانے کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ دہشت گردی اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔ جو مذہب ایک انسان کو بلاقصور قتل کرنے کو دنیا کے تمام انسانوں کو قتل کرنے کے مترادف سمجھتا ہے، وہ دہشت گردانہ حملوں کی کیوں کر اجازت دے سکتا ہے؟ اس وقت صرف اس موضوع پر کچھ اظہارِ خیال کرنا مقصود ہے کہ ''جنّت میں ۷۲ حُوروں کی کیا حقیقت ہے، جس کا ڈھنڈورا پیٹا جارہا ہے؟''

اسلامی نقطۂ نظر سے یہ دنیا امتحان گاہ ہے۔ یہاں انسان جیسے کام کریں گے، ان کا بدلہ مرنے کے بعد برپا ہونے والی دوسری دنیا میں پائیں گے، جسے آخرت کہا گیا ہے۔ دنیا فانی ہے اور آخرت ہمیشہ باقی رہنے والی۔ دنیا میں جو لوگ اچھے کام کریں گے، وہ ان کا بدلہ آخرت میں جنّت کی شکل میں پائیں گے، جہاں ہر طرح کی نعمتیں ہوں گی۔ اور جو لوگ یہاں بُرے کام کریں گے انھیں آخرت میں ان کا بدلہ جہنم کی شکل میں ملے گا، جس میں ہر طرح کی تکلیف دہ چیزیں ہوں گی۔

قرآن وحدیث میں جنت کی نعمتوں اور جہنم کی سزاؤں کا تذکرہ بہت تفصیل سے کیا گیا ہے، لیکن وہ محض تقریبِ فہم کے لیے ہے۔ کوئی شخص ان کی حقیقت کا ادراک نہیں کرسکتا، اس لیے کہ انسانی عقل ان کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ حدیث میں کہا گیا ہے کہ جنت میں ایسی ایسی نعمتیں ہوں گی جنھیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا، نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ وہ کسی کے حاشیۂ خیال میں آئی ہوں گی۔ (بخاری: ۴۷۷۹، مسلم: ۷۳۱۰)

قرآن وحدیث میں حُوروں کا بھی تذکرہ ہے۔ اس سے مراد خوب صورت عورتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان مردوں کو جنّت میں بھی ان سے نوازے گا۔ حُوروں کا بس یہ تصور ہے، جو قرآن مجید اور صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

قرآن میں حُوروں کی تعداد کا کہیں ذکر نہیں۔ بعض صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ

ہر مومن کو جنّت میں دوحُوریں ملیں گی (بخاری: ۳۲۴۵، مسلم: ۲۸۳۴)۔محدثین نے لکھا ہے کہ جیسے قرآن میں دو جنتوں اور دو چشموں کا تذکرہ ہے، اسی طرح حدیث میں دو بیویوں کا ذکر کیا گیا ہے۔لیکن جہاں تک یہ ۷۲ حُوروں کا تعلق ہے، اس کا تذکرہ کسی صحیح حدیث میں نہیں ہے۔مشہور محدثین نے یہ بات بڑی صراحت سے بیان کی ہے۔مثلاً علامہ ابن تیمیہ (مجموع الفتاویٰ: ۶/۴۳۲) علامہ ابن حجر (فتح الباری: ۶/۳۲۵) وغیرہ۔ علامہ ابن قیم الجوزیہ کی کتاب: حادي الأرواح الٰی بلاد الأفراح میں جنت اور اس کی نعمتوں کا تذکرہ بہت تفصیل سے کیا گیا ہے، اور علامہ ابن قیم نے صراحت کی ہے کہ صحیح احادیث میں دو بیویوں سے زیادہ کا تذکرہ نہیں ہے (ص ۱۵۶-۱۵۷)۔

یہ بات درست ہے کہ بہت سی احادیث وروایات میں ۷۲ حُوروں کا ذکر ہے۔یہی نہیں، بلکہ بعض احادیث میں سو، پانچ سو، چار ہزار، بلکہ آٹھ ہزار حُوروں کا ذکر ہے، لیکن یہ تمام احادیث ضعیف، بلکہ ان میں بہت سی موضوع یعنی من گھڑت ہیں۔ اسلام دشمن لوگ قرآن مجید میں تو تحریف نہ کر سکے اور اس کا ایک حرف بھی بدلنے پر قادر نہ ہو سکے، تو انھوں نے بے بنیاد اور من گھڑت حدیثیں پھیلا دیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے امت کے محدثین اور ناقدینِ حدیث کو، جنھوں نے احادیث میں سے صحیح، ضعیف اور من گھڑت کو چھانٹ کر الگ الگ کر دیا۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض علما اب بھی اپنے خطبات اور وعظوں میں اعمال کے فضائل بیان کرتے ہوئے ان کے بدلے میں ملنے والی جنت کی نعمتوں کا تذکرہ کرتے ہیں، تو حُوروں کے حُسن و جمال، ان کی ہیئت، قدو قامت اور دوسری چیزوں کا تذکرہ بہت مزہ لے لے کر کرتے ہیں۔ان واعظین کو معلوم ہونا چاہیے کہ ضعیف اور موضوع حدیثیں پیش کر کے وہ دین کی کوئی خدمت نہیں کر رہے ہیں، بلکہ اس کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔